سوال

(42) روزوں کی قضا یا فدیہ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالی آپ کو قرآن و سنت کی دعوت و تبلیغ اور اسلام کی حفاظت کے لیے دراز عمر عطا فرمائے آمین ۔ شیخ صاحب! میں نے اپنے استاد محترم شیخ القرآن والحدیث علامہ عبد السلام صاحب رستمی السلفی سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور ان پر رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہو تو اس میت کے ورثاء اس کے لیے روزے رکھ سکتے ہیں، اور اگر کوئی شخص اس میت کے لیے فدیہ دے تو یہ بھی جائز ہے ۔ ہاں میت کے لیے روزے رکھنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے اور فدیہ والی روایت موقوف ہے ۔

لیکن شیخ الحدیث مولانا گوہر رحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی تفہیم المسائل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 142 پر دو احادیث نقل کی ہیں کہ "میت کے لیے نہ کوئی نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ روزے رکھ سکتا ہے ۔"

یہ تو ٹھیک ہے کہ نماز کا نہ کوئی فدیہ احادیث میں ثابت ہے اور نہ کوئی شخص ایک میت کے لیے اس کی طرف سے نمازیں پڑھ سکتا ہے ۔ تاہم اگر کوئی شخص سخت بیمار ہو اور وہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکے اور وفات ہو جائے تو اس کے لیے اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے اور شیخ گوہر رحمن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میت کی طرف سے اس کا وارث یا ولی روزے بھی نہیں رکھ سکتا ۔

میں شیخ القرآن مولانا عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے پیش کروں گا اور شیخ گوہر رحمن رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ احادیث بھی پیش کروں گا ۔

شیخ زبیر علی زئی صاحب! آپ مہربانی کر کے جانبین کے دلائل جانچ لیں تطبیق کر دیں جرح و تعدیل بھی کر دیں اور مسئلے کی راجح صورت بھی مدلل پیش کریں ۔ کیونکہ اس مسئلہ میں ظاہری تضاد نظر آتا ہے ۔

شیخ القرآن علامہ عبد السلام صاحب کے دو دلائل

1 ۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ)

جو شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے ۔ (صحیح البخاری ج1 ص262 صحیح مسلم ج1 ص362)

2 ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں مر گئی اور اس پر ایک مہینہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے ان روزوں کو ادا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تو اس قرض کو اس

کی طرف سے ادا کرتا؟ اس شخص نے جواب دیا ضرور! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کیے جانے کے زیادہ لائق ہے۔ (صحیح مسلم ج1 ص362)

شیخ گوہر رحمن رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل تفہیم المسائل سے:

1۔ "لایصلی احد عن اَحد، ولایصوم اَحد عن اَحد، ولکن یطعم عنہ"

"کوئی شخص دوسرے کی جگہ نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کی جانب سے روزے رکھ سکتا ہے۔ لیکن اس کی جانب سے غریبوں کو کھانا کھلادیا جائے یعنی فدیہ دیا جائے"

(سنن کبری للبیہقی ج4 ص257 مشکل الآثار جلد3 ص141 نصب الرایہ از امام زیلعی ج2 ص463 وقال ابن حجر اسنادہ صحیح والدرایہ ص177)

2۔ "عن ابن عمر قال: لایُصلین احد عن اَحد، ولایصومن اَحد عن اَحد، ولکن اِن کنت فاعلاً تصدقت عنہ اَواَہدیت"

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی جانب سے ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ اس کی جانب سے روزے رکھے الایہ کہ تو اس کے لیے صدقہ اور قربانی دے سکتا ہے"

(سنن کبری للبیہقی ج4 ص257 نصب الرایہ از امام زیلعی ج2 ص463 مشکل الآثار ج3 ص141 وقال ابن حجر اسنادہ صحیح والدرایہ ص177)

مہربانی کرکے میرا یہ سوال ضرور ماہنامہ الحدیث حضرو میں شائع کریں۔ (قاری فضل احد ملاکنڈ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ)

"جو شخص فوت ہوجائے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔" (صحیح بخاری 1952 صحیح مسلم 1147 ترقیم دارالسلام: 2692)

اس حدیث میں "اس پر روزے ہوں" سے مراد نذر کے روزے ہیں، جس کی تین دلیلیں درج ذیل ہیں۔

1۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی تو کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس پر نذر کے روزے (باقی) ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا: "تمھارا کیا خیال ہے اگر تمھاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کردیتیں تو یہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا؟" اس نے کہا جی ہاں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "فصومي عن أمك" پس تم اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھو۔" (صحیح مسلم

1148ترقیم دارالسلام :2696)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ایک عورت نے سمندری سفر کیا تو ایک مہینہ روزے رکھنے کی نذر مانی پھر وہ روزے رکھنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی تو اس کی بہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے حکم دیا کہ وہ اس (اپنی بہن) کی طرف سے روزے رکھے۔

(السنن الصغریٰ للنسائی کتاب الایمان والنذور من نذر ان یصوم ثم مات قبل ان یصوم ج7ص20ح3847عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسندہ صحیح وصحیحہ ابن خزیمہ :2054)

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کی ایک روایت (ح3308وھوحدیث صحیح) پر "باب فی قضاء النذر عن المیت" کا باب باندھا ہے۔ (طبع دارالسلام ص479۔480)

ظاہر ہے کہ حدیث، حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ لہٰذا حدیث مذکور سے مراد نذر کے روزے ہیں۔

2۔ حدیث مذکور کی راویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا: "میری ماں فوت ہوگئی ہیں اور ان پر رمضان کے روزے باقی تھے، کیا میں ان کی طرف سے ان روزوں کی قضا رکھ سکتی ہوں؟" تو انھوں نے جواب دیا نہیں لیکن ان کی طرف سے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دو، یہ اس کی طرف سے تمہارے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔

(شرح مشکل الآثار للطحاوی طبعہ جدید6/178وسندہ حسن وصححہ ابن الترکمانی فی الجوھر النقی 4/257)

راویہ حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتوے سے یہی ظاہر ہے کہ میت کی طرف سے عام روزے نہیں رکھے جائیں گے بلکہ صرف نذر کے روزے رکھنا جائز ہے۔

دوسری حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

((لایصلی اَحد عن اَحد، ولایصوم اَحد عن اَحد، ولکن یطعم عنہ مکان کل یوم مدامن حنطۃ انتھی))

"کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے اور کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے لیکن ہر دن کے (روزے کے) بدلے میں اس کی طرف سے گندم کا ایک مد کھانا کھلائے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی 2/175ح2918وسندہ صحیح وصححہ الحافظ ابن حجر فی الدرایہ1/283ح375)

ایک مد53تولے وزن کا ایک پیمانہ ہے۔

3۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فرمایا:

"اِذا کان علی المیت نذر صیام یصام عنہ، واِذا کان علیہ قضاء رمضان اُطعم عنہ "

اگر میت پر نذر کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے روزے رکھے اور اگر رمضان کی قضا باقی ہو تو اس کی طرف سے روزوں کا فدیہ کھلائے۔

(سنن ترمذی718واللفظلہ مسائل الامام احمد واسحاق روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج 1/288فقرہ679)

امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی656ھ) نے فرمایا:

"احمد واسحاق وابو ثور واللیث وابو عبید واہل الظاہر یصام عنہ الا انہم خصصوہ بالنذر"

اوراس حدیث کے مطابق احمد (بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) لیث (بن سعد) اور ابو عبید کا قول ہے الایہ کہ انھوں نے اس حدیث کی تخصیص نذر کے روزوں کے ساتھ کی ہے۔(المفہم ج3ص208تحت ح1014)

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راویان حدیث کے فتاوی اور سلف صالحین کے فہم سے ثابت ہوا کہ جواب کے شروع میں مذکور حدیث سے مراد یہ ہے کہ میت کے ورثاء صرف اس صورت میں میت کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں جب اس پر نذر کے روزے باقی ہوں، رہے رمضان کے روزے تو یہ میت کی طرف سے نہیں رکھے جائیں گے بلکہ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ کھلایا جائے گا۔

جناب گوہر رحمن صاحب نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب جس مرفوع روایت کا حوالہ سنن کبری از بیہقی، مشکل الآثار نصب الرایہ اور الدرایہ سے پیش کیا ہے تو عرض ہے کہ ان تمام کتابوں میں یہ روایت :

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ کے ساتھ نہیں بلکہ صرف سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوی ہے لہٰذا اسے مرفوع یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر بیان کرنا غلط ہے اور زیلعی حنفی نے بھی لکھا ہے کہ :"غریب مرفوعاً" یعنی اس کا مرفوع ہونا معلوم نہیں ہے۔(دیکھئے نصب الرایہ2/463

آپ نے گوہر رحمن صاحب کی بیان کردہ دونوں روایات "تفہیم المسائل حصہ اول" سے نقل کی ہیں یہ میرے نسخے کے صفحہ 123۔124۔پر ہیں (طبع جنوری 19993ء)

گوہر رحمن صاحب کو بڑی غلطی لگی انھوں نے موقوف کو مرفوع یعنی صحابی کے فتوے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بنا ڈالا ہے۔

تنبیہ : سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے والی روایت کی سند صحیح ہے جیسا کہ فقرہ نمبر2 کے تحت گزر چکا ہے۔

گوہر رحمن صاحب نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب مرفوع روایت مشکل الآثار سنن کبری از بیہقی نصب الرایہ اور الدرایہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔(تفہیم المسائل ج1ص124)

حالانکہ ان چاروں کتابوں میں یہ مرفوع روایت موجود نہیں بلکہ عبد الرزاق وغیرہ نے اسے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور فتوے کے طور پر نقل کیا ہے۔(دیکھئے نصب الرایہ2/463)

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : "الصحیح عن ابن عمر موقوف" صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف ہے (الدرایہ1/283ح375)

فائدہ :

مصنف عبدالرزاق والی روایت امام عبدالرزاق کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ "

"لایصوم اَحد عن اَحد ولکن تصدقوا عنہ من مالہ للصوم لکل یوم مسکینا"

کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے لیکن اس کی طرف سے صدقہ کرو۔ہر دن کے روزے کے بدلے میں مسکین کو کھانا کھلاؤ۔السنن الکبری 4/254وسندہ صحیح)

اس روایت کی سند صحیح ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی سند کے متن میں اضافے والی روایت کو مؤطا میں نقل کیا ہے (1/303 وسندہ ضعیف روایۃ یحییٰ بن یحییٰ)

امام ابوالجہم العلاء بن موسیٰ بن عطیہ الباہلی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

"أن عبداللہ بن عمر کان یقول : لایصوم أحد عن أحد ولایحج أحد عن أحد"

کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج نہ کرے۔ (جزء ابی الجہم 24 وسندہ صحیح)

اس کی سند صحیح ہے اور اس قول میں "حج نہ کرے" والی بات محل نظر ہے بلکہ احادیث مرفوعہ صحیحہ کی رو سے یہ ثابت ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے بشرطیکہ حج بدل کرنے والے نے پہلے خود فرض حج کیا ہو۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھے گا۔ (دیکھئے التمہید 9/133)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقوف قول کو گوہر رحمن صاحب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دینا بھی غلط ہے۔ (26/2010ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد3۔ روزہ، صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کے مسائل- صفحہ143

محدث فتویٰ